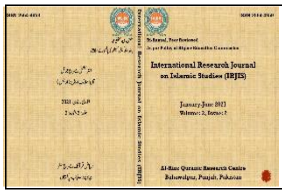

**International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)**
**ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)**
**Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com**
**E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com**
**Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur**

# النفح الشذی اور تکملہ النفح الشذی کا اسلوب تحریر اور روایات کی توضیح کا طریقہ کار (ایک تحقیقی مطالعہ)

# Writing Style & Explanation Method of Hadiths in Al-Nafh Ul-Shazi and Takmilah Nafh Ul-Shazi (A Research Study)

**1. Waqar Ahmad,**
Lecturer, Institute of Islamic Studies,
Mirpur University of Science & Technology (MUST), Mirpur AJK
Email: waqarahmedfaizi@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-1872-6363

**2. Dr. Muhammad Waseem Mukhtar,**
Department of Islamic Studies & Arabic,
Gomal University D.I Khan, KPK, Pakistan
Email: waseemmukhtar484@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7527-3159

**3. Saad Jaffer, (Corresponding Author)**
Lecturer Islamic Studies, Department of Pakistan Studies,
Abbottabad University of Science and Technology, Abbottabad, KPK Pakistan
Email: Saadjaffar@aust.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-3438-9360

To cite this article: Waqar Ahmad, Dr. Muhammad Waseem Mukhtar and Saad Jaffer. 2022. "النفح الشذی اور تکملہ النفح الشذی کا اسلوب تحریر اور روایات کی توضیح کا طریقہ کار(ایک تحقیقی مطالعہ): Writing Style & Explanation Method of Hadiths in Al-Nafh Ul-Shazi and Takmilah Nafh Ul-Shazi (A Research Study). International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 2), 109-124

| | |
|---|---|
| **Journal** | International Research Journal on Islamic Studies<br>Vol. No. 4 \|\| July - December 2022 \|\| P. 109-124 |
| **Publisher** | Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur |
| **URL:** | https://www.islamicjournals.com/urdu-4-2-10/ |
| **DOI:** | https://doi.org/10.54262/irjis.04.02.u10 |
| **Journal Homepage** | www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs |
| **Published Online:** | 30 December 2022 |

| | |
|---|---|
| **License:** | This work is licensed under an<br>Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0) |

## Abstract:

Jami al-Tirmidhi is one of the famous books on hadiths of its time to till now, which is written by Muhaddith Abu Isa Tirmidi. Later authors wrote commentaries on Jami Tirmidhi to explain significant issues such as the meaning of hadiths, the description of jurisprudential opinions and the identification of other methods of hadith. Al-Nafh al-Shazi does not need any introduction in the explanations written on Jami Al-Tirmidhi, which is compiled by Ibn Sayyid Al-Nas. Ibn Sayyid Al-Nas removed the ambiguity of the names of

the narrators, discussed fiqh issues with arguments, identified other ways of narration, and elaborated on the literal explanation and meaning of the words of the hadith. Hafiz Iraqi took up the task of completing the excellent work of Ibn Sayyid Al-Nas. In Takmilah, Hafiz Zin Al-Din Iraqi further accepted ibn Sayyid Al-Nas's style of writing and interpretation of hadiths and created more innovation for the convenience of the readers. In this article writing style and explanation method of Hadiths in Al-Nafh Ul-Shazi and Takmilah Nafh Ul-Shazi has been discussed in detail.

**Keywords:** Ibn Sayyid Al-Nas, Narration, Fiqh issues, Zain al-Din Iraqi, Al-Nafh al-Shazi

## تمہید:

دنیا میں قرآن کریم اور اس کے مفاہیم کی وضاحت و تفسیر کے بعد شارح وشارع رسول اسلام کے جامع مضامین کی طرف توجہ دی گئی۔ آپ اسلام کے فرامین کو یاد کیا گیا اور اُن اقوال و فرامین کو اپنے ہم عصر اور بعد کے طلبا اور لوگوں تک پہنچانے کی سعی کی گئی۔ نبی کریم کی ہم نے اپنے فرامین کو دوسروں تک پہنچانے کی اہمیت کی جانب توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"نضر الله امرأ سمع منا شيئا فبلغه كما سمع، فرب مبلغ أوعى من سامع"[1]

(اللہ تعالی اُس کا چہرہ سرسبز و شاداب کرے، جس نے ہم سے جو سنا اُسے (ویسے ہی) لوگوں تک پہنچا دیا، بعض لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے، وہ سننے والے کی بانسبت اس کو زیادہ محفوظ رکھنے والے ہوتے ہیں)

یعنی ان فرامین کو دوسروں تک پہنچانے کا مقصد آقا دوجہاں کے ارشادات کے معنی و مفاہیم پر مطلع ہو کر اُس میں پوشیدہ اسرار سے آگاہی حاصل کرنا اور دوسروں کو روشناس کروانا ہے۔

چنانچہ احادیث نبوی کو محدثین نے متعدد اسالیب اور جہات کی روشنی میں مرتب کیا، اوران کتب میں مروی فرامینِ رسول اللہ ﷺ کی توضیح و تشریح اور مفاہیم و مطالب کو عیاں کرنے کے لیے محدثین عظام نے اپنی علمی و فکری صلاحیتوں کو صرف کیا۔ انہی میں کتب صحاحِ ستہ کی سب اہم کتاب "جامع ترمذی" کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

جامع ترمذی کی روایات کے اسرار و رموز سے پردہ اُٹھانے کے لیے ہر زمانہ کے محدثین واہل علم حضرات نے اپنے بساط کے مطابق آگاہی علم کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا۔ ان ہی ذی علم و فضل شخصیات میں سے آٹھویں صدی کے مایہ ناز عالم ابن سید الناس بھی ہیں، جنہوں نے "جامع الترمذی" کی مرویات کی تشریح پر کتاب تالیف کی۔ ذیل میں ابن سید الناس کی اسی شرح کا تعارف اور تالیف میں مصنف کے منہج و اسلوب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

## النفح الشذی کا تعارف:

ابن سید الناس کی تالیفات میں سیرت النبی سال پر لکھی گئی کتاب عیون الاثر کے بعد سب سے اہم تالیف "جامع الترمذی" کی شرح ہے۔ جو کہ "النّفحَ الشّذی شرح جامع الترمذی" کے نام سے مشہور ہے۔ تمام مترجمین نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ شرح مکمل نہیں ہو

1- Abu Iesa, Muḥammad ibn Iesa, Jami Al-Tirmidhi, Shirkat Makbata Mustafa Albani,Egypt: al-taba 1975 AD, 5/34, HN 2657

سکی۔"شرع لشرح الترمذی وَلَو اقتصر فِيهِ على فن الحديث من الكلام على الأسانيد لكمل"[2] یہ کتاب 'ابو جابر الانصاری، عبد العزیز أبو رحلتہ اور صالح اللحام کی تحقیق کے ساتھ ادارہ "دار الصميعي للنشر والتوزيع الرياض، المملكة العربية السعودية" سے ۴ جلدوں میں ۲۰۰۷ء بمطابق ۱۴۲۸ھ میں شائع ہوئی۔ جس کے صفحات کی تعداد ۲۱۰۷ ہے۔ ابن فہد نے کہا ہے کہ ابن سید الناس کی شرح الترمذی "کتاب الصلاۃ" کے عنوان "باب ما جاء أن الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام" تک ہے۔[3] جبکہ مذکورہ ادارہ سے شائع ہونے والی کتاب "باب ما جاء في القراءة في صلاة العشاء" کی تفصیل تک مشتمل ہے۔ کتاب کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

جلد اول ۴۸۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کے ابتداء میں شارح (ابن سید الناس) کا مختصر مقدمہ ۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں علم حدیث کے فضائل کی طرف اشارہ کر کے کتاب کی تالیف کی وجہ اور کتاب کی ترتیب کو ذکر کیا ہے۔ تالیف کی وجہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الذی حظی بتعداد هذه العلوم فكان بها من غيره أقعد، فذلل جوامحها، وسهل طوامحها، وأرسل لواقحها وأسال بأعناق المطئ أباطحها، واستلان صعبها، وأبان لمن ظنّ بعدًا قُرْبَها، كان حقًّا على طالب بهذا الشأن أن يلحظ من حقوقه واجبها، ويحفظه حفظ الأكف رواجبها"[4]

بعد ازاں کتاب کی ترتیب کا تذکرہ کرتے ہو فرمایا:

"لنقدم بين يدی هذا المرام مقدمتين: "منمن التعريف بأبي عيسى الترمذی، وبمن بيننا وبينه في إسناد بهذا الكتاب إليه، على سبيل الاختصار -ثم من التعريف بكتابه، وثناء الناس عليه، وتعظيمهم له، تقريظا يجلو على ذی العلم فضله، ويحله من ذهن المقلد محله"[5]

(مقصود کی طرف بڑھنے سے قبل ہم دو مقدمہ ذکر کریں گے۔ اول: میں امام ترمذی کا تعارف اور ترمذی شریف کی ہم سے لے کر امام ترمذی تک کی سند کا مختصر تذکرہ۔ دوم: میں امام ترمذی کی کتاب کا تعارف لوگوں کی کتاب کے بارے میں تعریفی کلمات اور اُن کے ہاں اس کی عظمت، اور ایسا تبصرہ لکھیں گے کہ جس سے عالم پر اس کتاب کی فضیلت روشن ہو جائے گی اور مقلد کے ذہن میں اس کتاب کا مقام واضح ہو جائے گا۔)

مقدمہ اول ۸ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں امام ترمذی کے مختصر و مدلل احوال بیان کر کے اپنی ترمذی شریف کی سند کے مختلف طرق پر روشنی ڈالی ہے (مصنف نے جن شیوخ سے ترمذی شریف کی سماع اور اجازت حاصل کی اُن کے طریق سے تمام سند کو بیان کیا ہے۔)، اپنے شیوخ کی اہمیت، تاریخ پیدائش اور سماع و اجازت پر روشنی کے علاوہ سند میں مذکور روات کے ثقہ ہونے پر اقوال نقل کیے۔ جیسے سند میں مذکور محدث "ابنا ابن البناء" کی وضاحت میں لکھا:

"أبنا ابن البنا ـ وهو أبو الحسن علی بن أبي الكرم نصر بن المبارك بن محمد بن أبي السيد المكی قال ابن نقط، بكذا أملى عَلَيّ نَسَبَه بمكة في ذی الحجة من سنة خمس عشرة وستمائة، وقال في "والدی من أهل بغداد، وأصلی من واسط، وسألته فأخرج إلى خط الكروخی، وقد

---

2- Ibn Hajar Asqalani, Ahmad bin Ali, Al-Durrar Al-Kamenah fi Ayaan Al-Maiy Ul Saminah, Majilis Dairat al- Maarif, Al-Hind:1972 AD, 5/477
Al- Suyuti, Abd ul Rahman bin Abi Bakr, Tabqat ul Hufaz, Maktaba Wahba, Qahirah: 1936 H, P232

3- Ibn Fahad, Muhammad bin Muhammad, Alhaz ul elhaz bizil e tabaqat ul hufaz, Dar ul Kutub al almiyah, beirut, 1998 AD, P 151

4- Ibn Sayyaid Al Nass, Muhammad bin Muhammad, Al Nafh ul Shazi Sharha jami Al Tirmadi, Dar Asmyai Linshar w altuziai, Riyad: 2007AD, 1/8-9

5- Also, 1/9

كتب له أنّه سمع منه جميع كتاب "الجامع للترمذي"، و "كتاب العلل" في آخره، وهو ثبتًا صحيح ... سماعه صحيح - بلغنا أنه توفي في ثامن ربيع الأول من سنة اثنين وعشرين وستمائة، بمكة"[6]

(ابنا ابن البناء کون تھے۔ فرمایا اُن کا نام ابو الحسن علی بن ابو الکرم نصر بن المبارک بن محمد بن ابو السید ہیں۔ مکی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ابن نقط ان کے بارے میں کہتے ہیں، انہوں نے مکہ مکرمہ میں ذی الحجہ ۶۱۵ھ میں اپنا یہی نسب نامہ تحریر کروایا۔ اور یہ فرمایا کہ ان کے والد بغداد سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کا آبادی وطن واسط ہے۔ ابن نقط نے اُن سے جامع ترمذی کی سند کی بابت سوال کیا تو ابن البناء نے ان کو محدث الکروخی کا خط دیکھایا، جس میں تحریر تھا کہ انہوں نے مجھ سے امام ترمذی کی کتاب "الجامع للترمذی" اور "کتاب العلل مکمل سنی ہے اور یہ ثقہ اور مستند ہیں۔۔۔ (ابن نقط کہتے ہیں) کہ ان کا سماع درست تھا۔ اس کے علاوہ ہم کو یہ اطلاع ملی کہ اُن کا انتقال ربیع الاول ۶۲۲ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔)

مقدمہ دوم ۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کے ابتداء میں کتاب کی اہمیت کو بیان کر کے کتاب میں مذکور روایات کی درجہ بندی کو بیان کیا۔

"ابونصر عبد الرحيم بن عبد الخالق بن يوسف في كتابه الموسوم مذاهب الأئمة في تصحيح الحديث، قال، وأما أبو عيسى فكتابه على أربعة أقسام:

1. صحيح مقطوع بصحته، وهو ما وافق فيه البخاري ومسلم.
2. وقسم على شرط أبي داود والنسائي، كما بيناه.
3. وقسم أخرجه للضد، وأبان عن علته.
4. وقسم رابع أبان عنه، فقال "ما أخرجت في كتابي هذا إلا حديثاً قد عَمِلَ به بعض الفقهاء."[7]

(ابونصر عبدالرحیم نے اپنی تصنیف مذاہب الأئمۃ فی تصحیح الحدیث میں لکھا ہے کہ امام ترمذی کی کتاب چار قسموں پر ہے۔ اول۔ وہ احادیث جو قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ ایسی احادیث میں جن میں انہوں نے امام بخاری اور امام مسلم کی موافقت کی ہے۔

دوم۔ اُن احادیث پر مشتمل ہے، جو ابو داود اور امام نسائی کی شرائط پر ہیں۔ سوم۔ ان احادیث پر مشتمل ہے۔ جو سابقہ دوم قسموں کے بر عکس ہیں، ان میں شامل نہ ہونے کی وجہ کا بھی ذکر کی ہے۔ چہارم۔ وہ احادیث جن کے بارے میں کہا کہ کتاب میں مذکورہ روایت پر کسی نہ کسی فقیہ کا عمل ہے۔)

اس کے بعد امام ترمذی نے روایات کی درجہ بندی میں جو نیا انداز اختیار کیا، اس کی تفصیل پر مفصل کلام کیا ہے۔ جس میں دیگر ماہرین اسماء الرجال کے اقوال نقل کر کے امام ترمذی کے نقطہ نظر کی نہایت عمدہ انداز میں وضاحت کی ہے۔ مختلف مقامات پر ماہرین کی آراء نقل کرتے ہوئے "قلت" کے ذریعے ان کے مفہوم کی توضیح و تنقیح بھی کی ہے۔ جیسے جامع ترمذی کی احادیث کتنی اقسام پر ہے؟ اس سے متعلق یوسف بن احمد کا قول نقل کیا اور اس کی وضاحت کے دوران فرمایا:

---

6- Ibn Sayyaid Al nass, Al Nafh ul Shazi Sharha, 1/14
7- Also, 1/20

"قلت على أن الترمذی قد استثنی حدیثین من هذه القاعدة فقال فی العلل، إنه لم یقل بهما أحد من أہل العلم واللہ أعلم "[8]

(میں کہتا ہوں کہ اس اصول سے امام ترمذی نے دو روایات کو مستثنیٰ کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کتاب العلل میں کہا ہے ۔یہ دونوں وہ روایات میں جن پر اہل علم نے کلام نہیں کیا۔ واللہ اعلم)

بعد از اں جلد اول کے ۲۵۰ صفحات میں کتاب الطہارۃ کے ۴۰ ابواب (کتاب الطهارة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتداء سے باب ماجاء فی التمندل بعد الوضوء) کی توضیح و تشریح کی گئی ہے۔

جلد دوم ۴۷۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں ۴۳ ابواب (باب ماجاء یقال بعد الوضوء تا باب فی المنی والمذی) کی تشریح کی گئی ہے۔

جلد سوم کے ابتدائی ۳۲۰ صفحات میں کتاب الطہارۃ کے ۱۸ ابواب (باب ما جاء فی المذی یصیب الثوب تا اختتام کتاب الطهارة) کی توضیح کی گئی ہے۔ بعد ازاں ۱۹۵ صفحات میں کتاب الصلاۃ کے ۲۳ ابواب ("باب ما جاء فی مواقیت الصلاة" تا "باب ماجاء فیمن ادرك ركعة من العصر قبل آن تغرب الشمس") کی شرح کی گئی ہے۔ جلد چہارم ۶۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں کتاب الصلاۃ کے ۱۹۱ ابواب ("باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین فی الحضر" تا "باب ماجاء فی القراءۃ فی صلاۃ العشاء") کی توضیح کی گئی ہے۔

## النفح الشذی کا منہج واسلوب:

جامع الترمذی کی شرح کی تالیف میں مصنف نے کن باتوں کو مد نظر رکھا اُن کا تذکرہ کرتے ہوئے کتاب کے ابتداء میں رقم طراز ہیں:

"مما نقلته من كتاب أعزوه إليه، أو سمعته من عالم أرويه عنه، مما حضرنی ذكر قائله، أو غاب عنی لبعد العهد به اسم ناقله، أو مما جاء به الذہن الركود، وجادت به القريحة وقل أن تجود، أو مما أنتجته المذاكرة واستحضرته المحاضرة، فكنت أرى من ذلك تقييد ما أستحسنه، ولست أضمن أنْ يَمر بی داء وَرِم يمر بی فأستسمنه، ثم عن لی أن أضم لتلك الفوائد ما يضارعها، ليشفع ماضيها مضارعها ويجمعها تعليق من طلبها به ألفاہا، و من نَشَدَہا وَجَدَعندہ مُغَيَاہا"[9]

یعنی ابن سید الناس شرح کے دوران حدیث کی تشریح میں، الفاظ کی وضاحت، سند پر کلام کرنے میں، اعتراضات کے جواب دینے میں اور فقہی مسائل کو بیان کرنے میں ذکر کردہ کلام کی نسبت قائل کا تذکرہ یا قائل اور اُس کی کتاب دونوں کا تذکرہ اور بسا اوقات صرف کتاب کا نام ذکر کر کے عبارت کو ذکر کر دیتے ہیں۔ عموماً اقتباس کو ذکر کرنے میں قائل کا نام لیتے ہیں۔

مصنف اکثر امام ترمذی کی روایت نقل کر کے اُس حدیث کے دیگر طرق کو بیان کرتے ہیں۔ جیسے "باب ما جاء فی الوضوء مرة مرة" میں جامع ترمذی کی عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"سكت الترمذی عن هذا الحديث، فلم يحكم عليه بشیء، وہو طرف من حديث أخرجه البخاری مطولاً ومختصرا ، وأخرجه النسائی وابن ماجه و اخرجه ابوداؤد فی با بين من

---

8- Ibn Sayyaid Al nass, Al Nafh ul Shazi Sharha, 1/21
9 - Also,1/8-9

كتابه"[10]

(امام ترمذی نے اس حدیث پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اور اس حدیث کو امام بخاری نے اختصار اور طوالت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اسی طرح اس حدیث کی تخریج امام نسائی، ابن ماجہ نے اور امام ابو داود نے دو ابواب میں اس کو نقل کیا ہے)

اسی طرح "باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال مالم يكن جنبا" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"أخرجه أبو داوو والنسائي وابن ماجه مختصرا وأخرجه الحافظ أبو بكر بن خزيمة في صحيحه من حديث شعبة عن عمرو بن مرة ...واخرجها الحاكم في المستدرك ... ورواه ابن الجارود من طريق يحيى بن سعيد عن شعبة ... وقال احمد لم يرو هذا الحديث احد عن عمر و بن شعبة"[11]

(اس حدیث کی تخریج امام داود، امام نسائی اور ابن ماجہ نے اختصار کے ساتھ کی ہے۔ اور حافظ ابو بکر ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں شعبہ عن عمرون مرۃ کے طریق سے تخریج کی ہے---- امام حاکم نے مستدرک میں اس کو ذکر کیا ہے۔ ابن الجارود نے یحی بن سعید عن شعبہ کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے--- امام احمد فرماتے ہیں، کہ یہ حدیث عن عمرو بن شعبہ کے طریق سے کسی نے روایت نہیں کی۔)

روایت کی تخریج کرنے کے ساتھ "الکلام علیہ" کے ذیل میں "وفی الباب" کی روایات کی بھی تخریج کرتے ہیں۔۔ مثلاً "باب ما جاء في تخليل اللحية" میں جامع ترمذی کی عبارت نقل کرنے بعد لکھتے ہیں:

"أما حديث عائشة " أنّ رسول الله- صلى الله عليه وسلم كان إذا توضّأ خَلّل لحيته". فرواه الإمام أحمد...الخ"[12]

(بہر حال حضرت عائشہ صدیقہ کی رویت--- اس کو امام احمد نے روایت کیاہے---)

"الکلام علیہ" کے ذیل میں مصنف حدیث کے رواۃ پر بھی بحث کرتے ہیں، جیسے "باب ما جاء آن تحت كل شعرة جنابة" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"يقال، تفرد به الحارث بن وجيه عن مالك مرفوعا وإنما يروى هذا الحديث عن أبي هريرة من قوله وقال أبو داود، الحارث حديثه منكر وهو ضعيف. وقال يحيى، ليس بشيء- وقال النسائي، ضعيف. وقال ابن حبان، يتفرد بالمناكير عن المشاهير ..."[13]

(حارث بن وجیہ مالک سے مرفوعا نقل کرنے تنہا ہیں اور انہی الفاظ کے ذریعے حضرت ابو ھریرۃ سے بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ اور امام ابو داود نے کہا کہ حارث کی روایت منکر ہے۔ اور وہ ضعیف راوی ہے۔ یحی نے کہا کہ اس کی کوئی وقعت نہیں۔ امام نسائی نے ضعیف کہاہے۔ ابن حبان نے کہا کہ مشاہیر سے منکر روایات کرنے میں وہ اکیلا ہے۔)

اسی طرح "باب ما جاء في الصلاة بعد العصر" میں رقم طراز ہیں:

10- Ibn Sayyaid Al nass, Al Nafh ul Shazi Sharha, 1/398
11- Also,3/298-300
12- Also,1/314
13- Also,2/417

"فی إسنادہ عطاء بن السائب وکان من الحفاظ ثم اختلط بأخرۃ فمن روی عنه قبل الاختلاط کشعبة وسفیان فحدیثه صحیح إلا ما استثنی منه، ومن روی عنه بعد الاختلاط کجریر وخالد بن عبد الله وإسماعیل بن علیة وعلی بن عاصم فلیس حدیثه کذلك ... فلهذا عدل الترمذی عن تصحیح حدیثه بنا لکنه قد أخرج حدیثه فی مواضع من کتابه وصحح منها جملة وحسن بعضها وسکت عن بعضها"[14]

(اس حدیث کی سند میں عطا بن السائب ہیں اور وہ حفاظ میں تھے پھر آخری عمر میں اُن کے حافظہ مختلط ہو گیا۔ پس جن نے اس قبل ان سے روایت نقل کی ان کی روایت قابل حجت ہے جیسے شعبہ وسفیان۔ ان کی روایات صحیح ہیں، مگر جو اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ روایات جو اختلاط کے زمانہ کے بعد ان سے مروی ہیں ان روایات کا وہ مقام نہیں، جو اختلاط سے قبل روایات کا ہے۔ جیسے جریر، خالد بن عبد اللہ، اسماعیل بن علیہ اور علی بن عاصم کی روایات ۔۔۔ اسی وجہ سے امام ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح سے عدول کیا۔ کتاب کے مختلف مقامات پر اس کو نقل کیا۔ بعض حصوں کی تصحیح کی بعض حصوں کی تحسین اور بعض پر سکوت اختیار فرمایا۔)

روات پر کلام کرنے کے علاوہ مصنف "الکلام علیہ" کے ذیل میں حدیث سے مستنبط ہونے مسائل میں فقہی آراء پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جیسے "باب ما جاء فی نضح بول الغلام قبل أن یطعم" میں ایسے بچہ جو کھانا نہ کھاتا ہو، اُس کا بول (پیشاب) ناپاک ہو گا یا پاک ہو گا۔ اس سے متعلق فقہی اختلاف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد اختلف العلماء فی بول الصبی الذی لم یطعم الطعام فی موضعین أحدهما، طهارته أو نجاسته ولا تردد فی قول الشافعی وأصحابه أنه نجس ... واختلف العلماء بعد ذلك فی تطهیرہ بل یتوقف علی الغسل أم لا ؟ فذهب الشافعی رحمه الله تعالی أنه لا یتوقف علی الغسل، ویکفی فیه النضح والرش ومذهب مالك وأبی حنیفة أنه یغسل کغیرہ"[15]

(جس بچے نے کھانا کھانا شروع نہیں کیا اُس کے پیشاب کے طاہر و نجس میں علما کا اختلاف ہے۔ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ ناپاک ہے ۔۔۔ پھر علما کا اس بات میں اختلاف ہوا کہ آیا پانی کے چھڑکاؤ سے پاکی حاصل ہو گی یا دھونے پر موقوف ہو گا۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ چھڑکاؤ کافی ہے۔ پائی دھونے پر موقوف نہیں (چھڑکاؤ سے پاکی حاصل ہو جائے گی) امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا مذھب یہ ہے کہ اُس کو دھویا جائے گا۔)

اسی طرح باب ما جاء کیف النھوض من السجود" کے ذیل میں مختلف مسائل سے متعلق آئمہ کی آراء کو مدلل انداز میں بیان کیا۔ انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فإن حال دون الجبهة حائل بأن سجد علی کفه أو طرف کمه أو عمامته وبما متحرکان بحرکته فی القیام أو القعود أو غیر بما لم تصح صلاته لأنه منسوب إلیه فإن سجد علی شیء من ذلك وهو طویل جدا لا یتحرك بحرکته فوجهان؛ الصحیح أنه تصح صلاته وقال أبو

14- Ibn Sayyaid Al nass, Al Nafh ul Shazi Sharha, 3/458
15- Also,2/198

حنيفة ومالك وأحمد، يجوز السجود على كور العمامة وحكى عن شريح، أنه كان يسجد على برنسه حكاه عنهم ابن الصباغ فى شامله". فأما من منع ذلك كما حكيته عن الأصحاب فيحتج فى ذلك بحديث خباب بن الأرت..."[16]

(سجدہ میں پیشانی کے آگے حائل ہو جائے کوئی چیز مثل ہتھیلی، آستین یا اس کا عمامہ۔ اور وہ دونوں نمازی کی قیام و قعود وغیرہ میں حرکات و سکنات کے ساتھ متحرک ہوتے ہوں تو اُس کی نماز نہیں ہو گی۔ اس لیے کہ ان چیزوں کی نسبت اُس کے بدن کے ساتھ ہے اور اگر اُس نے سجدہ ایسی چیزوں پر کیا جو بہت لمبی اور نمازی کی حرکت سے متحرک نہ ہوتی ہو تو اس میں دو قول ہیں۔ درست بات یہ ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد نے فرمایا، عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ قاضی شریح سے حکایت ہے کہ وہ عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے۔ ابن الصباغ نے اپنی شامل نامی کتاب میں اُن کا قصہ یوں ہی نقل کیا ہے۔ پس بہر حال وہ حضرات جنہوں نے اس منع کیا جیسے کہ اصحاب سے حکایت ہے یہ حضرات اس مسئلہ میں حضرت خباب بن الارت کی روایت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔)

فقہی مسائل میں آئمہ کے مختلف آراء پر مصنف نے نہایت مفصل کلام کیا ہے۔ ہر ایک کی رائے سے متعلق دلیل بیان کرتے میں فیقہی مسائل کے تذکرہ کے علاوہ کسی کسی مقام پر روایات میں مذکور الفاظ کے درست تلفظ اور مفہوم کی بھی وضاحت کرتے ہیں، جیسے "باب ما جاء فیکراھیة البول فی المغتسل" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"والمستحم، هو الموضع الذى يغتسل فيه، وسمّى مستحما باسم الحميم، وہو الماء الحار الذى يغتسل به ثم قيل للاغتسال بأى ماء كان استحمام"[17]

(مستحم اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں غسل کیا جاتا ہے۔ اس کو مستحم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حمیم سے ماخوذ ہے۔ اور حمیم کہتے ہیں وہ گرم پانی جس سے غسل کیا جائے۔ بعد میں جس پانی سے غسل کیا جاتا. اُس جگہ کو استحمام کہا جانے لگا۔)

حدیث میں وارد الفاظ کے مفہوم کی وضاحت ماہرین کے اقوال کی روشنی میں کرتے ہیں، جیسے "باب فی النہی عن استقبال القبلة بغائط او بول" کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"قال ابن سيده ، والمرخصة و المرخاض، المغتسل ، والمرحاض، موضع وهو منه والمرحاض خشبة يضرب بها الثوب اذا غسل"[18]

(ابن سیدہ نے کہا۔ المرخصہ اور مرخاص غسل خانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور مرخاص سے مراد ایسا جگہ خلوت میسر ہو۔ اور المرحاض، ایسی لکڑی جہاں پر غسل کے وقت کپڑے اٹکائے جاتے ہیں۔)

الغرض ابن سید الناس نے جامع ترمذی کی شرح میں ہر باب سے متعلقہ روایت کے دیگر طرق اور مخرج کی وضاحت، ان روایات کے الفاظ کے فرق، روایت کے درجہ کی وضاحت کرنے کے علاوہ امام ترمذی نے جس روایت کی جانب اشارہ نہیں کیا اسکو " فيما لم يذكره فى

---

16- Ibn Sayyaid Al nass, Al Nafh ul Shazi Sharha, 4/490
17- Also, 1/237
18- Also, 1/99

الباب" کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ روای کے نام میں اگر کوئی ابہام ہو تو اس روای کا تعارف، روات سے متعلق آئمہ اسماء الرجال کے آراء کا تذکرہ اور مذکورہ باب سے مستنبط ہونے مسائل سے متعلق آئمہ فقہاء کی آراء کو مدلل بیان کرتے ہیں۔

## تکملہ النفح الشذی کا تعارف:

نبی کریم ﷺ قلبی میلان اور عشق کی وجہ سے صحابہ کرامؓ زندگی کے ہر عمل و فعل میں رحمت عالم ﷺ کی اتباع واطاعت کو حیات کا مقصدِ حقیقی سمجھتے تھے، اورآپ ﷺ کے فرامین بعد والوں تک پہنچانے کے لیے سعی کرتے۔ چنانچہ صحابہؓ کی اتباع کرتے ہوئے علمائے امت نے ارشاداتِ سرورعالم ﷺ ﷺ کی وضاحت اور مفہوم حدیث کی تشریح میں مسائل جدیدہ کو بیان کیا۔ ان محدثین عظام میں زین الدین عراقی کی شخصیت بھی ہے۔ حافظ زین الدین عراقی نے حدیث، فقہ، سیرت پر کتب تالیف کیں۔

حدیث کی مشہور کتاب "جامع الترمذی" کی توضیح وتشریح میں تالیف شدہ کتب میں ابن سید الناس کی نامکمل کتاب "النفح الشذی" کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے حافظ عراقی نے تکملہ لکھا۔ تذکرہ نویسوں نے حافظ عراقی کے اس سعی کو ابن سید الناس کی ترمذی پر تالیف کا تکملہ قرار دیا ہے۔ بقول محمد بن احمد الفاسی:

> "شرح لبعض جامع الترمذی کمل به علی شرح الحافظ أبي الفتح محمد بن سید الناس الیعمری السابق"[19]

(ابن سید الناس کی شرح کے اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے ترمذی شریف کی شرح تالیف کی، جو کہ ابن سید الناس کی تصنیف کا تکملہ ہے۔)

ابو بکر بن احمد، قاضی شہبہ لکھتے ہیں:

> "شرع فی تکملة شرح الترمذی تذییلا علی ابن سید الناس فکتب مِنْهُ نَحْو عشر مجلدات الی دون ثلثی الجامع" [20]

(حافظ عراقی نے ابن سید الناس کے طریقہ تحریر کے مطابق شرح الترمذی کا تکملہ لکھنا شروع کیا۔ دس جلدوں میں جامع ترمذی کے تیسرے حصہ سے کم کیا تکملہ لکھا۔)

حافظ عراقی کے تذکرہ میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

> "شرع فی إكمال شرح الترمذی لابن سید الناس"[21]

(ابن سید الناس کی ترمذی شریف کی شرح کو مکمل کرنے پر حافظ عراقی نے کام کی ابتدا کی۔)

جلال الدین السیوطی رقم طراز ہیں:

> " تکملة شرح الترمذی لابن سید الناس"[22]

(حافظ عراقی نے شرح ترمذی لابن سید الناس کا تکملہ لکھا۔)

---

19- Al Fasi, Muhammad bin Ahmad, Zil al Taqyeed fi rowat e sunnan w al asaneed, dar al kotub al elmiyah, Beirut, 1990 AD, 2/108

20- Ibn e Qazi Shabah, Abu Bakr bin Ahmad, Tabaqat Al- Shafiyyah, Aalm ul Kotub, Beirut, 1407H, 4/32

21- Ibn e Hajar Asqalani, Ahmad bin Ali, Ebna ul gamar be bnae lumar, Ihya al turas al islami, Misar: 1969H, 2/276

22- Al- Suyuti, Abd ul Rahman bin Abi Bakr, Husn ul Muhazarti fi tareekh e Misar w al qahirti, dar Ihya al Kotud el arbiyati, 1967 AD, 1/360

تکملہ النفح الشذی کی ابتداء حافظ عراقی نے کس باب سے کی، جس کی صراحت مقدمۃ الکتاب میں کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

"شرع ابو الفتح الیعمری وشرح له اطال وفیه الکلام علیه وخرج ما اشار بقوله وفی الباب الیه وربما وقف علیه بعض احادیث من ذکر وزاد علیه احادیث لصحابة اخر - وآخر مارایت منه تخطه شرحه لبعض باب ماجاء انا الأرض کلها مسجد الا المقبرة ..."[23]

(ابن سید الناس الیعمری یعنی ابو الفتح نے نے ترمذی شریف کی شرح لکھی، جس میں نہایت مفصل کلام کیا، امام ترمذی نے وفی الباب میں جن روایات کی جانب اشارہ کیا، اُن کی تخریج فرمائی اور اُس موضوع سے متعلقہ دیگر صحابہ کرامؓ کی مرویات کو بھی بیان کیا۔۔۔ اور یہ شرح باب ماجا انا الارض کلها مسجد الا المقبرة والحمام تک تھی۔۔۔ اسی باب سے میں نے اس کا تکملہ شروع کیا۔۔۔)

یہ تکملہ النفح الشذی ابھی تک مطبوع شکل میں موجود نہیں۔ البتہ

* اس تکملہ کے مختلف حصوں پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منور کے حدیث کے شعبہ سے روایات کی تحقیق اور اقوال کی تخریج پر تحقیقی کام پر دو مقالات (۱۔ محققہ: ایاد بن عبد اللہ۔ ۲۔ الجمعان، محمد بن عبد العزیز) منظر شہود پر آچکے ہیں۔
* اسی طرح جامعہ الازہر قاہرہ کے حدیث مبارکہ کے شعبہ میں تکملہ کے کچھ حصہ کی تحقیق اور اقوال کی تخریج پر پی ایچ ڈی سطح کا تحقیقی کام ہو چکا ہے۔ یہ تحقیق عمارۃ، مصطفی محمد نے کی ہے۔ ان مقالات کا ابتدائی عنوان "تکملة شرح الترمذی للحافظ العراقی ... (تحقیق ودراسة)" جب کہ جب ابواب پر تحقیقی کام کیا گیا ہے، اُن کی وضاحت کی گئی ہے۔[24]
* " الدیات والحدود" سے متعلقہ حافظ عراقی کی تشریحات کی تحقیق اور اقوال کی تخریج پر جامعہ الازہر قاہرہ کے حدیث مبارکہ کے شعبہ سے ہی محمد احمد، محمد نے پی ایچ ڈی سطح کا تحقیقی کام کیا ہے۔[25]

تکملہ کی ابتداء کرتے ہوئے حافظ عراقی نے مقدمہ تالیف کرنے کی بجائے مقصد اصلی (روایات کی توضیح و تشریح) کو بیان کرنے کی طرف توجہ دی ہے۔

## تکملہ النفح الشذی کا منہج واسلوب:

حافظ عراقی نے جامع الترمذی کی شرح کے مقدمہ میں کتاب کی کوئی خاص ترتیب بیان نہیں کی۔ کتاب کی تحریر میں حافظ عراقی کا انداز یہ ہے کہ ہر باب سے متعلق جامع ترمذی کی عبارت نقل کر کے " الکلام علیه من وجوه " کے عنوان کے بعد اس حدیث سے متعلق بحث کرتے ہیں۔ جو کو حروف تہجی کی ترتیب پر (الاول الثانی الثالث ۔۔۔) ہوتی ہیں۔ حافظ عراقی "الکلام علیه من وجوه" کے ذیل میں جن مباحث پر کلام کرتے ہیں۔ اُن کا مختصر خلاصہ پیش خدمت ہے۔

---

23- Hafiz Iraqi, zin Al Din, Abd ul Raheem bin Al Huseen, Makhtutah Takmilah Sharh Al Tirmadi, Al Juzu Al Awal, P2

24- You can downloaded first two paper easily from the internet, But the third paper is available on this website: thesis.mandumah.com/Record/86361

25- This is a PhD thesis, which is available on this website: thesis.mandumah.com/Record/96657

1. ابتداء میں حدیث کی کتب ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث سے تخریج اور وہ حدیث کس طرق سے منقول ہے اُن کی وضاحت کرنے کے علاوہ امام ترمذی جن دیگر روایات کی جانب اشارہ کرتے ہیں اُن کی بھی تخریج کرتے ہوئے اور راوی کے بارے میں بھی وضاحت کرتے ہیں۔
مثلاً "باب ما جاء فی الذی یھل بالحج فیکسر او یعرج "" کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"الاول، حدیث الحجاج بن عمرو اخرجه بقیة اصحاب السنن من الوجه الاول... واخرجه من الوجه الثانی ابوداؤد وابن ماجه من طریق عبدالرزاق... الحجاج الصواف - هم، روح بن عبادة و محمد بن عبد الله الانصاری و یحیی بن سعید... فاما روایة روح [و محمد بن عبدالله ] الانصاری فقد تقدم ذکرها واما روایة یحیی بن سعید فھی عند بقیة اصحاب السنن واما روایة ابن علیه فھی عند ابن ماجه واما روایة سفیان بن حبیب فھی عند النسائی واما روایة عبدالوارث بن سعید فرواها عند البیهقی - و اما روایة یزید بن هارون وعبدالرزاق بن المختار فرواهما الطبرانی واما روایة ابی عاصم فذکرها البیهقی"[26]

یعنی حجاج بن عمرو کی مذکورہ روایت ابوداؤد دونے سنن میں، ابن ماجہ نے عبدالرزاق کے طریق سے نقل کی۔ یہ روایت یحیٰ بن سعید کے طریق سے بھی مروی ہے جسے ابن ماجہ نے نقل کیا، سفیان بن حبیب کے طریق سے امام نسائی اور عبدالوارث بن سعید کے طریق سے امام بیہقی نے نقل کیا ہے۔

2. روایات میں مذکور روات کے نام بہم ہو تو اُن کے نام کی وضاحت کرتے ہیں اور اُن سے متعلق ماہرین انساب کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔ مثلاً "باب ما جاء في الحلق والتقصير" کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"ام الحصین المذکورة فی الباب لایعرف اسمها و هی صحابیة شهدت حجة الوداع وهی من احمس ثم من بجیلة وقارب هو ابن عبدالله بن الاسود بن مسعود الثقفی قال ابن عبدالبر، وهو مشهور معروف من وجوه ثقیف، ویقال له ایضاً، قارب بن الاسود نسب الی جده وابو مریم اسمه مالك بن ربیعة السلولی، صحابی سکن البصرة وهو یزید بن ابی مریم و حبشی بن جنادة سلولی ایضاً، صحابی سکن الکوفة له عند الترمذی حدیث واحد فی الزکاة"[27]

(باب میں جن ام الحسین کا تذکرہ ہے اُن کا نام تو معلوم نہیں ہے، البتہ وہ صحابیہ ہیں اور حجۃ الوداع میں شریک ہوئی تھیں ۔۔۔ اور قارب وہ عبد اللہ بن الاسود بن مسعود الثقفی کے بیٹے ہیں۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ قبیلہ بن ثقیف کی مشہور اور بڑی شخصیات میں سے ہیں۔ اور ان کی نسبت دادا کی طرف کرتے ہوئے قارب بن الاسود بھی کہا جاتا ہے۔ اور ابو مریم کا مالک بن ربیعہ السلولی ہے۔ بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔ ان کو یزید بن ابی مریم کہا جاتا ہے۔ اور حبشی بن جنادہ السلولی یہ صحابی رسول ای کوفہ میں رہنے والے تھے۔ امام ترمذی نے ان کی ایک روایت کتاب الزکاۃ میں نقل کی ہے۔)

26- Al Jamaan, Muhammad bin Abd ul Aziz, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, Jamia Islamia Madinah Munawara, Saudi Arabia, 1424H, P451-452
27- Al Jamaan, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, P231-232

اسی طرح "باب العقيقة" کے ذیلی باب میں لکھتے ہیں:

"فاما مخنف فھو ابن سلیم بن الحارث بن عوف ثعلبة بن عامر بن ذھل بن امازن بن ذبیان بن ثعلبة بن الدول بن سعد مناة بن غامد الأزدی الغامدی۔۔۔ واما ابو رملة، فاسمه عامر کما ھو مصرح به فی روایة ابی داؤد"[28]

(مخنف کا نام ابن سلیم بن حارث بن عوف بن ثعلبہ ہیں۔۔۔ اور ابو رملتہ ان کا نام عامر ہے، جیسے کہ سن ابی داود کی روایت میں ان کے نام کی تصریح ہے۔)

3. بعض مرتبہ آئمہ اسماء الرجال کے اقوال کی روشنی میں راوی کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے سے متعلق بحث کرتے ہیں مثلاً "باب ما جاء فی کراھیة طرد الناس عند رمی الجمار" کے ذیل رقم طراز ہیں:

"ایمن بن نابل الحبشی ۔۔۔ وھو ثقة قاله سفیان الثوری ویحیی بن معین و محمد بن عبد الله بن عمار الموصلی والحسن بن علی بن نصر الطوسی والحاکم ابو عبد الله، وکانت فیه لکنة "وقول الترمذی، وھو ثقة عند اھل المدینة۔۔۔ ثقة ولیس بالقوی وقال یعقوب بن شیبة، فیه ضعف، وقال مرة مکی صدوق والی الضعف ما ھو، وقال الدار قطنی، لیس بالقوی، خالف الناس۔۔۔ وقال (النسائی)، لا یعلم احد تابع ایمن علی ذا الحدیث۔۔۔"[29]

(ایمن بن نابل البشی کے بارے میں نقل کیا۔۔سفیان الثوری یحیی بن معین محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی، حسن بن علی بن نصر الطوسی اور ابو عبد اللہ الحاکم نے کہا کہ وہ ثقہ راوی ہیں۔ ان کی زبان میں لکنت تھی۔ امام ترمذی کا قول، وہ اہل مدینہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔۔۔ وہ ثقہ تھے لیکن یعقوب بن شیبہ نے کہا ان میں ضعف ہے۔ اور مرة نے کہا کی تھے پختہ راوی ہے۔۔۔ دار قطنی نے کہا یہ قوی راوی نہیں۔ ان کے بارے میں اختلاف رہا ہے۔۔ نسائی نے کہا کہ وہ نہیں جانتے کہ یہ حدیث کسی ایمن نامی تابعی سے مروی ہونے کے متعلق۔۔۔)

4. اس کے علاوہ امام ترمذی کسی باب کے ذیل میں اس باب سے متعلقہ روایت کا ذکر نہ کریں تو حافظ عراقی ان کو ذکر کرنے کے علاوہ ان کے مخرج بھی بیان کرتے ہیں۔ جیسے "باب ما جاء فی الاضحية بكبشين" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"فی الباب معالم یذکره عن ابی سعید الخدری، ابی طلحة وحذیفة بن اسید و ابی سعید الزرقی وعبادة الصامت و ابی امامة و ابن عباس والنعمان بن ابی فاطمة رضی الله عنهم - أما حدیث أبی سعید، فرواه أحمد، والبزار فی مسندیهما ۔۔۔ ولابی سعید حدیث آخر ذکره اتظصنف فی الباب، وأتزد والذی یلیه وأما حدیث أبی طلحة رضی الله عنه۔ فرواه أبو یعلی الموصلی فی مسنده---ورواه الطبرانی فی الکبیر و الاوسط۔۔۔ واما حدیث حذیفة بن آسید ال فرواه الطبرانی فی الکبیر ۔۔۔و اما حدیث ابی سعید الزرقی صلی الله علیه وسلم فرواه ابن ماجه والحاکم فی المستدرك۔۔۔واما حدیث عبادة بن الصامت فرواه ابوداؤد --ورواه

28- Ayyad bin Abdullah, Dakil, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, Jamia Islamia Madinah Munawara, Saudi Arabia, 1427H, P340-341

29- Al Jamaan, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, P121-122

الحاکم فی المستدرك-وقال حدیث صحیح الاسناد..."[30]

(امام ترمذی نے اس باب جو روایت نقل نہیں کی وہ یہ ہیں۔ حضرت ابو سعید الخذری، ابوطلحہ، حذیفہ بن اسید، ابی سعید الزرقی، عبادۃ الصامت، ابوامامہ، ابن عباس نعمان بنی ابی فاطمہ۔ حضرت ابو سعید کی روایت امام احمد اور بزار نے روایت کی۔ حضرت ابوطلحہ کی روایت کو ابو یعلی الموصلی نے مسند میں اور طبرانی نے معجم الکبیر اور الاوسط میں نقل کی۔ حضرت حذیفہ بن اسیدؓ کی روایت طبرانی معجم الکبیر میں روایت کی۔۔ حضرت ابی سعید الزرقی کی روایت کو ابن ماجہ نے اور حاکم نے مستدرک میں نقل کیا۔ حضرت عبادہ بن صامت کی روایت کو ابو داود نے اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔۔۔)

5. حدیث مبارکہ سے فقہی مسائل اور اُن مزید مستنبط ہونے والے احکام کو مع دلائل بیان کرتے ہیں۔ جیسے "باب العقیقة" کے ذیل میں امام ترمذی کی عبارت کے بعد اس باب کی تفصیل میں فقہی مسائل کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں:

"استدل به من ذهب الى وجوب العقيقة؛ لقول عائشة رضي الله عنها- وقال الليث يجب فى السبع الأول فان فاتت لم يجب بعد السبع -وقال مالك آنها سنة واجبة وذهب الشافعى، احمد و اسحاق ...فيه حجة للشافعي و الجمهور فى التفرقة بين الغلام و الجارية فى عدد العقيقة فللغلام شاتان وللجارية شاة وهو قول الشافعي، احمد، اسحاق... وقال، مالك هما فى ذلك سواء يعق عن كل واحد شاة واحتج له بحديث ابن عباس..."[31]

(حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کے ذریعے اُن حضرات نے استدلال کیا، جو وجوب عقیقہ کے قائل ہیں اور لیث نے کہا ابتدائی سات دن میں عقیقہ کرنا واجب ہے۔ اگر نہ ہو سکا تو جو بیت ختم ہو گئی۔ امام مالک کہا کہ یہ سنت واجبہ ہے۔۔۔ یہی قول امام شافعی، احمد اور اسحاق کا ہے۔ (روایت نقل کی جو کہ) قول شافعی کے لیے دلیل ہے۔ جمہور حضرات نے بچے اور بچی کے لیے عقیقہ کیے جانے والے جانور کی تعداد میں فرق ذکر کیا ہے۔ بچے کے عقیقہ پر دو بکریاں اور بچی کے عقیقہ پر ایک بکری ذبح کی جائے گی۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق کا قول ہے۔۔۔ امام مالک نے حضرت ابن عباس کی روایت کی روشنی میں فرمایا کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے ایک ایک بکری ذبح کی جائے گی عقیقہ میں تفریق نہیں کریں گے۔)

6. امام ترمذی روایت کے ذکر کرنے کے بعد اُن سے مستنبط ہونے والے مسائل کے قائلین اور اُس کے مخالفین کی آراء مع دلیل بیان کرتے ہیں۔ امام ترمذی مخالفین کی جو دلیل بیان کرتے ہیں، بعض مرتبہ شارح اس میں غور و فکر کی دعوت دینے کے علاوہ اُس کو محل نظر قرار دیتے ہیں۔ جیسے ابواب النذر و الایمان کے پہلے باب "باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا نذر فى معصية" کی روایات کی تشریح کے دوران تحریر کرتے ہیں:

"ذکر المصنف آن قائلين بعدم وجوب الكفارة فى نذر المعصية احتجوا بحديث عائشة

30- Ayyad bin Abdullah, Dakil, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, P131-138
31- Ayyad bin Abdullah, Dakil, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, P319-322

رضی اللہ عنہا - المذکور آخر الباب، فی الاستدلال بہ نظر، فانہ لا یلزم من ذکر بعض الحکم، وھو النھی عن المعصیۃ أنہ لا کفارۃ فی ذلک بدلیل وجوب الکفارۃ فی الحلف علی فعل المعصیۃ علی أنہ ورد فی بعض طرق حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا ھذا ذکر الکفارۃ۔ فروی الطحاوی فیی کتاب اا المشکل۔۔۔ "[32]

(مصنف نے ذکر کیا کہ حدیثِ حضرت عائشہ صدیقہؓ، جو کہ باب کے آخر میں موجود ہے، سے یہ حکم نکالا کہ گناہ کے کام پر نذر ماننے میں کفارہ واجب نہیں ہو گا۔ (عراقی نے کہا) اُن کے استدلال کرنا درست نہیں۔ کچھ حکم کے ذکر، جیسے گناہ سے روکنا' پر کفارہ لازم نہیں آتا۔ کیوں کہ اس دلیل میں کفارہ کا ذکر نہیں کفارہ تو برے کام پر قسم اٹھانے سے آیا ہے اور یہی بات بعض مرویاتِ عائشہؓ کے طرق میں مذکور ہے۔ الطحاوی نے اس کو کتاب المشکل الآثار میں نقل کیا ہے۔)

7. فقہی مسائل کی وضاحت کے دوران مختلف اعتراضات دور کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی حدیث صحیح کسی مسئلہ کے منافی معلوم ہو رہی ہو تو مصنف روایات کے درمیان تطبیق بیان کرتے ہیں۔ اس پر عموماً سوالا" جوابًا روشنی ڈالتے ہیں۔ جیسے "باب فی کراھیۃ الحلف بغیر اللہ "کے ذیل میں حدیث کی تشہیر اور اُس کی وضاحت کے دوران لکھتے ہیں:

"فان قیل فقد قال۔۔ فی الحدیث باب ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن لا نذر فی معصیۃ الصحیح افلح وابیہ ان صدق فکیف الجمع بین ذلک وبین النھی عن الحلف بالآباء؟ والجواب عنہ من وجوہ احدھا، أن ھذہ کلمۃ تجری علی اللسان، لا یقصد بھا الیمین، وبہ أجاب النووی فی شرح مسلم مقتصراً علیہ والثانی، انہ اضمر فیہ اسم اللہ، تقدیرہ ورب ابیہ، وانما نھاھم لانھم لم یکونوا یضمرون ذلک، وانما یقصدون بذلک تعظیم آبائھم والثالث، ماذکر بعضھم آن ھذا تصحیف من بعض الرواۃ وانما ھو واللہ فظنھا الراوی وابیہ،وفیہ نظر۔"[33]

(مذکورہ باب غیر اللہ کی قسم کھانے کی کراہیت پر ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ایک حدیث صحیح باپ کی قسم کھانے سے متعلق ہے۔ (تو اعتراض کو کیسے دور کیا جائے گا) مصنف نے اس کے چند جواب ذکر کیے ہیں۔ اول۔ اس مقام پر آپ کی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قسم کا نہیں تھا۔ (ایسے الفاظ عرب میں بطور محاورہ کے استعمال ہوتے، نہ کہ قسم کے لیے۔) یہ جواب امام نووی نے مسلم شریف کی شرح میں ذکر کیا ہے۔ دوم۔ ان الفاظ سے قبل اللہ تعالیٰ کا نام مقدر ہے تقدیر عبارت ہے، رب ابیہ آپ کا لیتی ہیں نے لوگوں اس لیے منع کیا کہ لوگ مقدر نہیں مانتے تھے۔ سوم۔ بعض لوگوں اس جواب یہ دیا کہ راوی سے تصحیف ہو گی ہے۔ واللہ کی جگہ وابیہ کے الفاظ کہ دیے۔ وفیہ نظر)

8. اسی طرح حدیث کے معنی و مفہوم کی صراحت بھی کرتے ہیں اور الفاظ کی حقیقی مراد کو بتلاتے ہیں۔ جیسے " باب ما جاء ان الشاۃ الواحد تجزی عن اھل البیت" کی تشریح کے دوران رقم طراز ہیں:

---

32- Also, P450
33- Ayyad bin Abdullah, Dakil, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, P434

"قوله [ويطعمون] ليس المراد به سائر وجود الاطعام بل المراد الصدقة على المسلمين او الهداية لهم فاما اطعام غير المسلمين فقد نص الشافعي في البويطي على انه لا يطعم منها أحداً على غير دين الاسلام، والله اعلم "[34]

(یطعمون سے مراد تمام کھانا نہیں، بل کہ مراد مسلمانوں پر صدقہ کرنا یا اُن کو ہدیہ کرنا، بہر حال غیر مسلموں کو کھلانا اس پر امام شافعی کی نص موجود ہے کہ ایسا کھانے کو غیر مسلموں کو نہ کھلایا جائے۔ واللہ اعلم)

اسی طرح "باب ماجاء فی نزول الا بطح" کی تشریح میں ابطح کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الابطح هو الوادي المبطوح بالبطحاء، والبطحاء هو الحصى اللين، وهو المحصب ايضا، بضم الميم، وفتح الصاد المشددة، مأخوذ من الحصباء ايضاً، والتحصيب مصدر قولك حصب الرجل بالتشديد اذا نزل المحصب. قال النووي، الابطح و البطحاء و خيف بني كنانة اسم لشيء واحد، قال، "واصل الخيف كلما انحدر من الجبل، وارتفع عن المسيل--- الابطح و البطحاء من حيث التذكير والتأنيث لا من حيث المكان... قلت الابطح، واذا اردت البقعة، قلت البطحاء "[35]

یعنی ابطح سے مراد وادی ہے، جو کنکر وغیرہ سے چھپی ہوئی ہو، امام نووی کے مطابق ابطح اور بطحاء ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، جو کہ خیف بنی کنانہ والوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

الغرض حافظ عراقی نے جامع ترمذی کی شرح لکھتے ہوئے کتاب کی عبارت نقل کر کے الکلام علیہ من وجوہ " کے عنوان کے ذیل میں مذکورہ حدیث کے تخریج اور دیگر طرق کا تذکرہ اور کس کتاب میں وہ روایت نقل کی گئی ہے اس کا تذکرہ، جن روایات کا امام ترمذی نے نقل نہیں کیا اُن کا بیان فقہی مسائل کی تفصیل کو مفصل بیان کیا ہے۔ الکلام علیہ من وجوہ کے ذیل میں احدھا، ثانیھا، ثالثھا۔۔۔ کے عنوان کے ذریعے بیان شدہ باتوں کی وضاحت کرتے ہیں۔

**خلاصہ بحث:**

1. النفح الشذی آٹھویں صدی ہجری کے مشہور محدث ابن سید الناس کی نہایت اہم تالیف ہے، جسے وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکے۔ یہ نامکمل شرح شائع ہو چکی ہے۔
2. کتاب میں ابن سید الناس نے تشریح اور حدیث کے مفہوم کی توضیح میں نہایت عمدہ انداز اپنایا ہے، ہر باب سے متعلقہ روایت کے دیگر طرق کی نشاندہی، الفاظ روایت اور روایت کے مختلف طرق کی وضاحت اور صحت کے اعتبار سے اُن درجہ کو متعین کیا ہے۔
3. امام ترمذی نے باب سے متعلقہ جن روایات کا تذکرہ نہیں کیا، ابن سید الناس نے "فیما لم یذکرہ فی الباب" کے عنوان کے تحت اُن پر روشنی ڈالی ہے۔

34- Ayzan,P217
35- Al Jamaan, Takmila Sharh Al-Tirmidhi by Hafiz Zain al Din irqai, P331-332

4. رواۃ کے نام میں ابہام کی وضاحت میں آئمہ اسماء الرجال کی آراء کو بیان کیا اور حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے۔"**الکلام علیہ**" کے عنوان کے ذیل میں حدیث مبارکہ سے مستنبط احکام اور امام ترمذی کے بیان شدہ فقہی مسائل پر فقہاء کرام کی آراء کی روشنی میں علمی بحث کی ہے۔

5. اس شرح کی تکمیل کا سہرا آٹھویں صدی ہجری کے آواخر اور نویں صدی ہجری کے ربع اول کے مشہور محدث حافظ زین الدین عراقیؒ کو جاتا ہے، یہ تکملہ کسی بھی مکتبہ یا ادارہ سے معلومات کی حد تک شائع نہیں ہوا، البتہ مخطوطہ کی صورت میں موجود ہے، لیکن اس کے مختلف حصوں پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام ہو چکا ہے۔

6. زین الدین عراقی نے تکملہ میں ابن سید الناس کے طرز تحریر کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں مزید جدت و وسعت پیدا کی، تاکہ قاری کے مزید سہولت پیدا ہو سکے اور استفادہ عام ہو۔

7. زین الدین عراقی جامع ترمذی کی روایت ذکر کرکے "الکلام علیہ من وجوہ" کے عنوان قائم کرتے ہیں، جس کے ذیل میں حروف تہجی (**الاول ، الثانی، الثالث---**) کے عنوان کے تحت تخریج روایت، روایت کے طرق، اُس کے ناقلین، باب سے متعلقہ اُن روایات کا تذکرہ، جن کو امام ترمذی نے ذکر نہیں کیا، اور فقہی مسائل کی تفصیل جیسے اہم موضوعات پر بحث کرتے ہیں۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)